تحریکیں پیدا ہوتی اور نشو و نما پاتی ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے عوامی تحریک کی قیادت جس قوت و شدت کے ساتھ اسلام کر سکتا ہے کمیونزم و سوشلزم جیسی آئیڈیالوجی ہرگز نہیں کر سکتی، ایران کی تحریک میں اگرچہ کمیونسٹ بھی اپنی غرض کو مجاہدین اسلام کے ساتھ لگے رہے ہیں لیکن عنان قیادت صرف علامہ خومینی کے ہاتھ میں رہی ہے اس بنا پر جب انقلاب آیا تو اقتدار مذہب کی طرف منتقل ہوا کسی مسلمان ملک میں ملٹری کے سہارے کمیونزم برسر اقتدار آسکتا ہے جیسے پچھلے دنوں کابل میں اور اس سے پہلے یمن میں اور بعض عرب ملکوں میں ہوا لیکن کسی عوامی تحریک کے ذریعہ کسی ملک میں کوئی انقلاب اس وقت تک ہرگز برپا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی بنیاد خالص اسلام پر نہ ہو، مسلمان ملکوں میں ایک دو نہیں بیسیوں تحریکیں چل رہی ہیں۔ ان تحریکوں کے قائدین کو اس سے سبق لینا چاہئے۔ بہرحال ایران میں اسلامی جمہوریت تو قائم ہو گئی، لیکن اس جمہوریت کی شکل کیا ہوگی اور اس میں کہاں تک استحکام اور استقلال ہوگا؟ ان سوالات کا جواب ابھی تک پردۂ خفا میں ہے۔ کیونکہ ملک کے حالات ابھی تک اتھل پتھل ہیں کمیونسٹ جماعت نے علامہ خومینی کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ شاہ کے حامیوں کا بہرحال ایک طبقہ موجود ہے، پھر دنیا کی بڑی طاقتیں بھی اس انقلاب سے خوش نہیں ہیں، وہ اس کو اپنے سیاسی مفادات کے خلاف سمجھتی ہیں۔ اس لیے صحیح صورت حال کا اندازہ انتخابات کے بعد ہی ہوگا، البتہ یہ ضروری ہے کہ اسلامی ملکوں پر اس انقلاب کا اثر ہوگا۔

افسوس ہے گذشتہ مہینہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں بھی راہی ملک بقا ہو گئے، مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب مرحوم کے برادر خورد تھے اور ان کی طرح بڑی خوبیوں اور کمالات کے بزرگ تھے، جامعہ ملیہ اسلامیہ سے گریجویٹ ہونے کے بعد فرانس گئے اور پیرس یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، ان کا اصل مضمون تاریخ اور سیاست تھا اور اسی کے وہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں پروفیسر تھے، لیکن ان کا انگریزی فرنچ اور فارسی و اردو کے ادب و شعر کا مطالعہ نہایت وسیع اور تنقیدی ذوق اعلیٰ اور پختہ تھا چنانچہ ان کی کتابیں اردو غزل، روح اقبال، اور اقبال و حافظ اردو لٹریچر میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں

فارسی ادب اور غالب پر بھی ان کی کتابیں ہیں۔ دو کتابیں ہندوستان کے اسلامی عہد پر انگریزی میں ہیں۔ اب آخر میں غالب کے کلام کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے تھے کرنل بشیر حسین زیدی علیگڑھ کے وائس چانسلر ہوئے تو انھوں نے مرحوم کو پرو وائس چانسلر کے عہدہ پر علی گڑھ بلالیا، لیکن ۱۹۶۵ء میں نواب علی یاور جنگ سے نہ بنی تو مستعفی ہو کر دہلی چلے آئے۔ اور نظام الدین اولیا میں ایک فلیٹ کرایہ پر لے کر رہنے لگے، چند سال شملہ انسٹی ٹیوٹ میں بھی فیلو رہے، عقائد کے معاملہ میں کٹر مسلمان تھے، طبعاً نہایت شریف، خوش اخلاق اور سنجیدہ و ملنسار بزرگ تھے، اللہ تعالیٰ مغفرت و بخشش کی نعمتوں سے نوازے۔

بیان ملکیت و تفصیلات متعلقہ برہان دہلی

فارم چہارم قاعدہ ۔ ۸

(۱) مقام اشاعت :۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ (۴) ناشر کا نام :۔ حکیم مولوی محمد ظفر احمد خاں

(۲) وقفۂ اشاعت :۔ ماہانہ (۵) اڈیٹر کا نام : مولانا سعید احمد اکبر آبادی ایم اے

(۳) طابع کا نام :۔ حکیم مولوی محمد ظفر احمد خاں قومیت :۔ ہندوستانی

قومیت :۔ ہندوستانی سکونت :۔ نزد بال برادری سول لائن علی گڑھ

سکونت ۱۳۶۴ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ (۶) ملکیت :۔ ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی ۶

میں محمد ظفر احمد خاں ذریعہ ہذا اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم اور یقین کے مطابق درست ہیں (دستخط ناشر)

محمد ظفر احمد خاں